تصریحات

آزاد ملک کے آزاد باسی، دورِ غلامی کی اس لعنت سے آج تک چھٹکارا حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے، جسے سیاستدانوں نے "جمہوریت" کا نام دے رکھا ہے ـــــ طرفہ تماشا یہ ہے کہ اس ملک میں جو "لا الٰہ الا اللہ" کی بنیاد پر وجود میں آیا تھا، ہر دور میں مغربی جمہوریت کو "دین و ایمان" کا درجہ حاصل رہا، اور آج تک حاصل ہے! جبکہ اسلام کے ساتھ اسے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے! ـــــ اس پر طرہ یہ کہ ہمارے سیاستدانوں نے "جمہوریت" کی راگنی الاپنے کے باوجود، سب سے زیادہ جس چیز کی مٹی پلید کی، وہ یہی جمہوریت ہے ـــ اور اپنے اس "دین و ایمان" کی راہ میں "مارشل لاء" کو، جسے وہ کسی طور بھی ملک و ملت کے لئے نیک فال قرار نہیں دیتے، تین بار ملک پر مسلط کیا ـــــ!

ہمیں یہ کہنے میں باک نہیں کہ ۱۹۵۸ء کا مارشل لاء، پھر ۱۹۶۸ء کا مارشل لاء، اور اب ۱۹۷۷ء کا مارشل لاء، انہی سیاستدانوں کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے ـــــ کیا سیاستدان اس بات سے انکار کر سکتے ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں اپنے چھوٹے چھوٹے مفادات کی خاطر، سکندر مرزا کے آلۂ کار بن کر انہوں نے ملک کو اس مارشل لاء کے حوالے کر دیا تھا جس سے مدتوں چھٹکارا حاصل نہ کیا جا سکا؟

ـــــ کیا وہ اس حقیقت کو جھٹلا سکتے ہیں کہ صدر ایوب نے ۱۹۶۸ء میں جب "جمہوری مجلس عمل" کو شریکِ اقتدار ہونے کی پیش کش کی تو یہ کہہ کر اس پیشکش کو ٹھکرا دیا گیا کہ "ہم انتخابات ہوئے بغیر اقتدار میں شریک نہ ہونگے" جس کے نتیجہ میں صدر ایوب کیلئے یحییٰ خاں کو اقتدار سونپنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا؟ ـــــ یہ ملک کا دوسرا مارشل لاء تھا!

——— پھر یحییٰ خاں نے جب انتخابات کا ڈول ڈالا تو ان جمہوریت نواز سیاستدانوں نے ایک مرتبہ پھر قومی مفادات پر ذاتی مفادات کو ترجیح دیتے ہوئے، اپنی قوتوں کو منتشر کر کے، بھٹو کے مقابلہ میں شکست فاش کھائی۔ اور نتیجۃً "اُدھر تم، اِدھر ہم" کا نعرہ لگنے کے بعد ملکِ عزیز دولخت ہو گیا ——— کیا ہمارے یہ مہربان سیاستدان سقوطِ مشرقی پاکستان اور بھٹو ایسے بدترین ڈکٹیٹر کے ملک پر مسلط ہونے کے بدنما داغ سے اپنے دامن کو پاک رکھنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں —!

——— پھر وہ بھی ایک سیاستدان ہی تھا جس نے سیاست گری کی بازی گاہ میں عوام کو پامال کرنے کے علاوہ سیاستدانوں کو بھی وہ ناکوں چنے چبوائے کہ مجبوراً انہیں متحد ہو کر اس عفریت کا مقابلہ کرنا پڑا۔ چنانچہ غیر منصفانہ انتخابات کروا کر اس سیاستدان نے جہاں ملک کے تیسرے مارشل لار کو جنم دیا، وہاں دوسرے سیاستدانوں کے اس وقت تک کے اعمال کی پاداش میں ملت کے نونہالوں کو خاک و خون میں لوٹنا، جیل کی تنگ و تاریک اور خون آشام کوٹھڑیوں کا منہ دیکھنا پڑا اور قوم کی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لئے سڑکوں پر نکل آنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہ رہا! ——— منزل کو بھول کر، راستے کا تعین کئے بغیر، یا صحیح راستے کا علم رکھنے کے باوجود غلط راہوں پر چل نکلنے کا یہی انجام ہوتا ہے ——— پانی کے کانٹے پر لہو تولنے کا یہی نتیجہ ہو سکتا ہے —!

ہمارے سیاستدان حضرات ہمیں اس تلخ نوائی پر معاف فرمائیں، لیکن حقیقت یہی ہے کہ ہمارے بیشتر مصائب کے ذمہ دار ہمارے سیاستدان ہیں کہ اگر وہ ابتدا ہی میں صحیح راستے کا انتخاب کر لیتے تو ملک و قوم کو ان کٹھن مراحل سے نہ گزرنا پڑتا۔

تاہم ان تلخ حقائق کے باوجود ہم ۱۹۷۷ء میں برپا ہونے والی "تحریکِ نظامِ مصطفےٰ" میں حصہ لینے والے ان سیاستدانوں کے خلوص پر شبہ نہیں کرنا چاہتے جو حالات کی نزاکتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اب' ملک کے موجودہ سربراہ کو اپنی خدمات، اس خطرہ کے باوجود پیش کر چکے ہیں کہ اس غیر یقینی فضا میں، سال ڈیڑھ سال کے اس قلیل وقفہ میں، جبکہ ملک کو ایک نہیں کئی مسائل اور بحرانوں کا سامنا ہے، اگر وہ عوام کو مطمئن نہ کر سکے، ان کے مسائل حل نہ کر سکے، نفاذِ اسلام کے وعدہ کا پاس نہ کر سکے اور عوام کے دلوں پر اپنی اہلیت کا سکہ نہ جما سکے تو آئندہ انتخابات میں ان کے منتخب ہونے کی کوئی صورت باقی نہ رہے گی۔

لیکن ہمیں حیرت تو ان سیاستدانوں پر ہے جو شہیدوں کے خون سے بے وفائی کر کے، عوام کی حمایت کا نعرہ لگا کر، عوام ہی سے کئے گئے وعدوں کو بالائے طاق رکھ کر، اسلام کے نام پر اسلام ہی کی جڑ کاٹنے پر تلے ہوئے ہیں اور انتہائی ڈھٹائی سے کام لیتے ہوئے وہی پرانی روش اختیار کر چکے ہیں جس نے مسائل اور مصائب

کے علاوہ ملک کو آج تک اور کوئی تحفہ نہیں دیا! ــــ اور اس کے باوجود وہ انتخابات کے نتائج سے متعلق پرامید ہو کر انتخابات کا واویلا مچا رہے ہے اور قوم کی ہڈیوں پر اپنے عشرت کدے تعمیر کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ــــ کیا اربابِ اقتدار اُن کی اِن خوش فہمیوں کی وجوہات کی گہرائی میں جھانکنا پسند کریں گے؟

ہمیں شدید دکھ اس بات کا ہے کہ ان سیاستدانوں میں وہ سیاستدان پیش پیش ہیں جو جبّہ و دستار کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ، علمائے دین، سوادِ اعظم کے نمائندہ اور "نظامِ مصطفٰےؐ" کے نعرہ کے چیمپئن ہونے کے دعویدار بھی ہیں اور جن کے "انوار کی تجلّیوں" اور "ضیاء پاشیوں" سے پاکستان کا گوشہ گوشہ "منور" ہے۔ ــــ کیا ہم ان سے یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتے ہیں کہ "نظامِ مصطفٰےؐ" میں وعدہ خلاف کی حیثیت کیا ہے؟ جھوٹ بولنے اور دھوکا دہی کی سزا کیا ہے؟ ــــ فرقہ بندی، گروہی تعصبات کو ہوا دینے اور ملت میں انتشار و افتراق پھیلانے کی گنجائش کہاں تک ہے؟ ــــ ہم ببانگِ دہل یہ کہتے ہیں کہ ان سیاسئین سوء کو اگر مغربی جمہوریت کا سہارا میسر نہ ہو، جس میں خدمت کو نہیں نعرہ بازی کو، ایمانداری کو نہیں، ہیرپھیر اور بددیانتی کو، سنجیدگی اور متانت کو نہیں غوغہ آرائی اور اول فول بکنے کو، وعدوں کی پاسداری اور احساسِ ذمہ داری کو نہیں چکر بازی کو سیاست کا ستون تصور کیا جاتا ہے اور جس میں "مخالفت برائے مخالفت" کو آئینی تحفظ حاصل ہوتا ہے تو انہیں ان "گل افشانیوں" کی جرأت نہ ہوتی جس کا مظاہرہ آج وہ کر رہے ہیں۔

مغربی جمہوریت میں "عوام کی حمایت" کا نعرہ سیاستدانوں کی سب سے بڑی ضرورت ہوا کرتی ہے تاکہ وہ مسلسل عوام کو بیوقوف بناتے اور اپنا اُلّو سیدھا کرتے رہیں ــــ اور جو اس معاملہ میں جتنا کامیاب ہوتا ہے اتنا ہی بڑا وہ جمہوریت نواز اور سیاستدان ہو... صفحات کی قلت ہمیں اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ مغربی جمہوریت پر تفصیل سے کچھ لکھ سکیں لہٰذا اس کو ہم آئندہ کسی وقت پر اٹھا رکھتے ہیں۔ فی الحال یہی کہنے پر اکتفا کریں گے کہ فسادِ امت اور فسادِ ملک و قوم کی جڑ اور سب سے بڑی وجہ یہی جمہوریت اور جمہوریت نوازی ہے ــــ اور ابن الوقت سیاسئین سوء کو چھوڑ کر ہم ان مخلص سیاستدانوں اور بالخصوص ملک کے سربراہ جناب جنرل محمد ضیاء الحق سے یہ اپیل کریں گے کہ موجودہ سیاسی دھارے کا رخ موڑ کر اسے صحیح راستے پر ڈالنے کی کوشش کریں کہ صحیح نتائج پر پہنچنے کیلئے غلط طریقِ کار کا سہارا لینا اور صحیح منزل پر پہنچنے کے لئے غلط راہ کا انتخاب نامرادیوں اور ناکامیوں کا باعث ہوا کرتا ہے! ــــ لہٰذا انہیں چاہیئے کہ جسطرح انہوں نے سول حکومت کی تشکیل کی ہے، بالکل اسی طرح مخلص سیاستدانوں، علمائے کرام، اہل الرائے، دانشور حضرات اور نیک شہرت کے حامل اہل افراد کو اکٹھا کر کے مجلسِ شوریٰ کی تشکیل کریں اور پھر اسی مجلس میں سے ایک امیر منتخب کر کے ملک کا نظم و نسق خلافتِ راشدہ کی طرز پر چلانے کی راہ ہموار کریں ــــ وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ــــ! ورنہ یاد رکھئے: ــــ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللّٰہ! (الانعام) ــــ وما علینا الا البلاغ!

(اکرام اللہ ساجد)